رجسٹرڈ ایل نمبر

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ... ۳ صہ
۲۔ خواص و معاونین سے ... ۵ عہ
۳۔ ہندوستان سے باہر ... ۶ ے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ... ۸ ے
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع و کم آمدنی والے لوگوں سے ... ۲ ع

نوٹ عہ سالانہ اضافہ مندرجہ قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سلسلہ عالیہ

احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو دار الامان

قادیان سے شایع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۱ — قادیان دار الامان مورخہ ۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۶ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۶ ہجری — جلد ۱۲

تازہ وحی

۲۹- اپریل
۸ بجے رات

انی احافظ کل من فی الدار

حضرت اقدس علیہ السلام لاہور تشریف لیگئے ہیں وہاں تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے پلیڈر چیف کورٹ کے مکان واقعہ سٹرک کیلیانوالی میں فروکش ہیں۔

معذرت

حضرت صاحب کی تصنیف چشمہ معرفت کی کاپیاں کل پتھروں پر جم گئی ہیں اور ان کے پروف لاہور جا کر درست ہونگے۔ اس لئے ۳۰ اپریل و ۲ مئی کا الحکم نہیں نکل سکا۔ یعقوب علی

حضرت اقدس علیہ السلام کا سفر لاہور

مقام بٹالہ ۲۷- اپریل سنہ ۱۹۰۸ء

ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور کیا اچھا ہو کہ اگر کوئی ایسی سبیل ہو جاوے کہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف اٹھ جاوے اور جس طرح دیگر اقوام ہیں دنیوی معاملات میں اپنی یکجائی اور متفقہ کوششوں سے کامیاب ہو رہے ہیں مسلمان بھی کم از کم دنیوی معاملات میں تو مل کر کام کریں۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا

خدا تعالیٰ نے تو کہا ہے کہ اختلاف ہمیشہ رہے گا تو پھر انسان کون ہے جو اس اختلاف کو مٹانے کی کوشش کرے؟ اصل میں غور سے دیکھا جاوے تو اندرونی اتحاد تو انگریزوں میں بھی نہیں ہے۔ انہی میں سے بعض لوگ تو ایسے ہیں جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ خدا مانتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو موحد ہیں وہ اُن کو صرف ایک رسول خدا کا یقین کرتے ہیں۔ اور پھر بعض الٰہی میں ایسے بھی موجود ہیں کہ وہ نہ عیسےٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں نہ خدا کو دہریہ ہیں۔ البتہ فرق یہ ہے کہ کسی نے تو دلیری سے اپنے ان عقاید کا اظہار کیا ہے اور بعض نے ذرا نرمی سے اظہار کیا ہے۔

پس جب کہ اختلاف ہے۔ تو باوجود اس اختلاف کے کسی کی ہاں میں ہاں ملانے کے تو یہی معنے ہیں کہ انسان نفاق کا طریق اختیار کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس امت کو منافق نہیں بنانا چاہتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو نفاق سے ڈراتا ہے اور اس طریق زندگی کو بدترین حالت بیان فرماتا ہے۔

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔

کسی سچے مسلمان کی غیرت اور حمیت کب گوارا کر سکتی ہے کہ اپنے معتقدات اور مذہبی مسلمہ پیارے عقاید کے خلاف سُن سکے یا ان کی توہین ہوتے دیکھ سکے۔ یا ایسے لوگوں سے جو اس کے بزرگوں کو جن کو وہ دین کا پیشوا یقین کرتا ہے بُرا کہنے والے یا گالیاں دینے والوں سے سچی محبت اور اتفاق رکھ سکے۔ ہمارے نزدیک تو ایسا انسان ہو یا اب ہمہ کسی سے محبت و مودت رکھتا ہے دنیا کا کتا اور منافق ہے۔ کیونکہ ایک سچے مسلمان کی غیرت یہ چاہ سکتی ہی نہیں کہ وہ نفاق کرتا ہے۔

ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک انگریز سیاح امریکہ سے ہمارے پاس آیا تھا۔ ہم نے اس سے سوال کیا کہ آپ لوگ جو اتنی جان توڑ کوششیں کرتے ہو

جواب وباللہ التوفیق - جس آیت سے ثبوت چھ دن کا ملتا ہے اسی سے ساتویں دن کا بھی ثبوت ملتا ہے فی ستۃ ایام کے ساتھ ہی ہے ثم استوی علی العرش - پھر اسی سلطنت پر بھی استوے ہو گیا - یہ ساتواں دن ہوا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین -

(فضل دین حکیم از قادیان)

پانچواں خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم والہ الطیبین الطاہرین -

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - آپ نے لکھا ہے کہ آیا ہمارے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی ہوئے ہیں کیا اُن پر بھی ہماری طرح نماز فرض تھی یا نہ اگر فرض تھی تو وہ لوگ نماز کو مسجد کے سوا بھی یعنی سفر مرض وغیرہ میں ادا کر سکتے تھے جس طرح کہ ہم کو اجازت ہے -

جواب وباللہ التوفیق تو کار زمین را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی - کیا آپ اپنی شریعت کے ضروری احکام کی تحقیق سے فارغ ہو چکے ہیں کہ دوسری شرایع کی تحقیق شروع کر دی اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے والذین ہم عن اللغو معرضون ۳ یعنی مومن تو (جس میں دینی ودنیوی فایدہ کوئی نہ ہو) سے اعراض کرتے ہیں - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیا کرتے ایسے غیر ضروری سوالات سے ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسے وساوس شیطانی کا سلسلہ آخر کار یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ انسان خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا مگر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا لہذا ایسے لغو خیالات کے سلسلہ کو لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھ کر روک دینا چاہیے - حضرت موسیٰؑ سے جب فرعون نے سوال کیا مابال القرون الاولیٰ ۱۶ (بھلا اگلوں کا کیا حال ؟) - تو حضرت موسیٰؑ نے اس کے جواب میں یہی فرمایا علمہا عند ربی ۱۶ (ان کا علم میرے پروردگار کو ہے) - آپ پر ہی موقوف نہیں آجکل ہوا ہی ایسے سوالات کی چل رہی ہے کوئی پوچھتا ہے ذبح والا بقرہ (تھا یا مادہ) - کوئی کہتا ہے شجرہ ممنوعہ آدمؑ والہ کا نام کیا ہے - طوفان حضرت نوح عام تھا یا خاص - غرض ایسے ایسے سوالات جن کے حل کرنے میں کوئی دینی فایدہ ہے نہ دنیوی کئے جاتے ہیں مومن کو ایسے سوالات کے کرنے میں علاوہ اس کے کہ وہ فضول ہیں - ضروری ضروری مسایل سے غفلت ہو جاتی ہے مثلاً ترقی روحانی کس طرح ہو سکتی ہے - حضور نماز کس طرح حاصل ہو سکتا ہے قرآن مجید کس طرح سمجھ میں آسکتا ہے - نجات کس طرح ہو سکتی ہے - گناہ سے کس طرح انسان بچ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ ایسے ایسے ضروری علوم ومسایل کی طرف سے ذھول اور غفلت ہو جاتی ہے لہذا مومن کو چاہیے ایمانی اخلاقی ترقی کے متعلق سوال کیا کرے - آپ کے سوال کا جواب اگرچہ ضروری نہیں تھا مگر بسبب خوف اس امر کے کہ آپ کو کوئی ابتلا پیش نہ آجاوے -

جواب لکھا جاتا ہے کہ فرضیت نماز تو قرآن مجید کی بہت آیات سے ثابت ہے مثلاً واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ پ۱ اس کے مخاطب بنی اسرائیل ہیں دوسرا فنادتہ الملائکۃ وہو قائم یصلی فی المحراب پ۳ یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین پ۳ واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا پ۱۶ یہ حضرت مسیح فرماتے ہیں - سفری نماز کے متعلق عرض ہے اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰؑ نے عمالقہ پر چڑھائی کرنے کے لئے بارہ نقیب بنا بر دریافت حال ملک بھیجے (یہود کو حکم دیا کہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ وآتیتم الزکوٰۃ ...... لادخلنکم جنات پ۶ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز ٹھیک ٹھاک درست رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو ...... تو میں تم کو باغوں (موعودہ ملک) میں ضرور داخل کر دوں گا - یہ حکم عین سفر کی حالت میں ہوا - پس معلوم ہوا کہ اگلی امتوں پر نماز فرض تھی اور سفر میں بھی نماز ادا کر سکتے تھے بلکہ ملک موعود کا ملنا ہے اوائے نماز کے ساتھ مشروط کر دیا گیا -

(فضل دین حکیم از قادیان)

چھٹا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم والہ الطیبین الطاہرین - وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - آپ نے لکھا ہے کہ الحکم میں ایک مضمون شایع ہوا ہے اُس میں لکھا ہے کہ جن خبیث روحوں کا نام ہے - جب جن ایسی چیز ہے تو وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کا کیا مطلب - راندہ درگاہ روحیں تو عبادت کر ہی نہیں سکتیں - پھر ان کو یہ حکم کیوں دیا گیا -

جواب وباللہ التوفیق - حکم الٰہی اور عبادت (فرمانبرداری) سے کوئی مخلوق بھی باہر نہیں - ہاں اتنا فرق ہے بعض طوعاً اور بعض کرہاً فرمانبرداری کرتے ہیں جیسے ایک دہریہ وجود اللہ جل شانہ کا منکر قانون قدرت کے نیچے فرمانبرداری کرتا ہے - مثلاً اگر وہ بدشکل ہے تو خوبصورت نہیں بن سکتا - اگرچہ بدصورتی کو پسند بھی نہیں کرتا مگر کرتا اس حکم کا فرمانبردار ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعاً وکرہاً پ۱۳ (آسمانوں وزمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری طوعاً وکرہاً کر رہی ہے) تمام خبیث روحوں کا سرغنہ ابلیس بھی مکلف ہوا ما منعک الا تسجد اذا امرتک ۸ جبکہ تجھے میں نے سجدہ کرنے کا حکم کیا تو پھر سجدہ سے تو کیوں رُک گیا) جن کے لفظ کے معنے کرنے اور بعد اس تفصیلی بیان کے جو مولوی صاحب نے الحکم ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء میں کئے ضروری نہیں - سایل کو چاہیے اس جگہ کو دوبارہ غور سے دیکھے - وہاں کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لفظ جن ہمیشہ خبیث روح کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ برخلاف اس کے صفحہ ۶ کالم اول سطر ۵ میں لکھا ہے کہ "جن کے معنے ہیں چھپے ہوئے کے" پھر اس کی تفصیل یا تقسیم یا امثلہ میں یہ بھی لکھا ہے "اسی طرح ہیضہ کے کیڑوں - مرگی کے کیڑوں اور اور باریک در باریک مخلوق کا نام بھی جن ہے" دیکھو کالم ۲ سطر ۴ - پھر فرشتوں کا نام ہے (جن کا ذکر ہو چکا) اور مخفی در مخفی خبیث روح کا نام ہے" - دیکھو کالم ۲ سطر ۱۹ - غرض مولوی صاحب کی کسی تقریر سے ثابت نہیں ہوتا کہ جن کا لفظ خبیث روح کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ جن کا لفظ قرآن مجید میں مومنوں پر بھی بولا گیا ہے دیکھو سورہ جن میں جو جن مذکور ہیں وہ مومن ہی ہیں -

جن مفسد شریر طاغوت امراء پر بھی بولا جاتا ہے جیسے یامعشر الجن قد استکثرتم من الانس وقال اولیاؤہم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض پ۸ (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنوں (سرداروں) کے گروہ تم نے اپنے اردگرد بہت سے انس جمع کر رکھے تھے اس وقت وہ انس بول اُٹھینگے اے ہمارے رب جنوں نے ہم سے خدمت کا اور ہم نے جنوں سے مال کا فایدہ اُٹھایا) ایک جگہ فرمایا بل کانوا یعبدون الجن اکثرہم بہم مومنون پ۲۲ (قیامت میں ملایک عرض کرینگے کہ یہ ہماری فرمانبرداری نہ کرتے بلکہ اپنے سرداروں

کی فرمانبرداری کرتے تھے کیا معنے ابلیس کی بات کو مانتے تھے۔ غرض جن کا لفظ بہت وسیع ہے خبیث روح پر بولا جاتا شریر سرداروں پر جو وہ بھی خبیث روح ہی ہوتے ہیں بولا جاتا مومنوں پر بھی بولا جاتا ہے اگر خبیث روح کے ساتھ مخصوص بھی ہوتا تب بھی آیت وما خلقت الجن کے خلاف نہیں ہو سکتا تھا۔ وما توفیقی الا باللہ۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

ساتواں خط

جواب خط آمدہ از بنوں۔ مدت سے یہ خط مولوی صاحب کے بستہ میں پڑا تھا کاغذوں کی پڑتال پر آپ نے دیکھ کر مجھے بنا بر جواب دیدیا۔ سلام۔ اگر آپ رسالہ امہات المومنین بلحاظ بدگوئی و سخت زبانی کے چشمہ مسیحی کے مقابل رکھنا پسند نہیں کرتے تو آپ چشمہ مسیحی کے مقابل پر وہ کتاب رکھ لیں جسکو آپ کتاب مقدس مانتے ہیں اور جس مذہب کو آپ سارا محبت سارا رحم مانتے ہیں اسی مذہب کے نزدیک وہ منزل من اللہ کیا معنے الہامی کتاب ہے۔

چشمہ مسیحی کے مصنف صاحب تو ہمارے نزدیک انسان اور بشر ہیں اور تمام انبیاء بشر ہی تھے اور بشر سے بڑھکر کچھ نہ تھے ہاں وہ مقرب الٰہی تھے اور ان پر وحی ہوتی تھی۔ مگر کتاب مقدس والا یا کتاب مقدس کا نازل کرنے والا بقول النصاریٰ ابن اللہ بلکہ خود خدا تھا۔ اب اس کا کلام دیکھنا چاہئے کہ کیسا نرم اور ہمہ محبت اور ہمہ رحم ہے ایک طرف تو کہتا ہے فقیہی اور فریسی موسے کی گدی پر بیٹھے ہیں مگر ان کے ساتھ خطاب کرتا ہے تو سانپو اور سانپ کے بچو کہتا ہے متی ۲۳/۳۳۔ لفظ استاد کے بالمقابل بد اور حرامکار کا لفظ بولتا ہے متی ۱۲/۳۹ خداوند کے مقابل شیطان کہدیا متی ۱۶/۲۳۔ وہ چیز جو پاک ہے کتوں کو مت دو اپنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو متی ۷/۶۔ فرزندوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالنا لائق نہیں مرقس ۷/۲۷۔ کیا ہمہ محبت ہمہ رحم (جو تلوار چلانے کے لئے نہیں آیا تھا) کی زبان جو شہادت دیتی ہے وہ تو مقابلہ کے لئے موزوں ہے یا نہیں لہٰذا بہر حال بہتر ہے۔ اب چشمہ مسیحی کو اسی کتاب کے ساتھ مقابلہ کریں اور انصاف اور ایمان (اگر رائی کے برابر بھی آپ میں ہے) سے خود ہی اس مقابلہ کے بعد نتیجہ سے بھی مجھے اطلاع دیں۔ الزامی جواب کو آپ پسند نہیں کرتے مگر آپ کا یسوع تو پسند کرتا ہے دیکھو متی ۱۵/۱ جب فقیہوں فریسیوں نے کہا تیرے شاگرد کیوں بزرگوں کی روایتوں کو ٹال دیتے ہیں تو جواب دیا کہ تم کیوں اپنی روایتوں کے سبب خدا کا حکم ٹال دیتے ہو۔ پھر دیکھو لوقا ۱۴/۵ تم میں سے کون ہے کہ اگر اس کا گدھا یا بیل کنوئیں میں گرے وہ نرت سبت کے دن اسے نہ نکالے پھر دیکھو یوحنا ۸/۳ سنگسار والی عورت کو پہلا پتھر وہ مارے جو تم میں بے گناہ ہے پھر دیکھو مرقس ۲/۲۳ جب فریسیوں نے شاگردوں کے بالیں توڑنے پر اعتراض کیا تو کہا داؤد نے بھی جب اس کے ساتھی بھوکے تھے ایسا کیا۔۔۔۔ اب یسوع کے الزامی جواب کہاں تک لکھے جاویں اگر فی الواقعہ آپ کو الزامی جواب پسند نہیں اور آپ کا یہ کہنا فی الواقعہ صحیح ہے تو آپ اپنی رائے اناجیل اور یسوع کی نسبت تحریر فرماویں۔ اصل بات یہ ہے کہ الزامی جواب بہت ضروری ہیں اس لئے کہ بعض لوگ محض ایک غرض سے سوال کرتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی جواب تحقیقی مفید نہیں ہوتا نہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ وہ اسی برابر حجت پر حجت اٹھاتے اور انکار پر انکار کرتے جاتے ہیں وہ سوائے الزامی جواب کے خاموش کبھی نہیں ہوتے اس لئے ان کا جواب الزامی ہی دینا ضروری ہوتا ہے جیسے سخت زہریلا پھوڑا معاً چیرا جاتا اور اس کے پکنے کا انتظار نہیں کیا جاتا یا تپ محرقہ اور وباء میں معاً مسہل دیا جاتا ہے اور منضج کا انتظار کرنے سے خطرہ جان ہوتا ہے۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

آٹھواں خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ نے لکھا ہے کہ مطب کا کام بخوبی میرا نہیں چلتا۔ تخمیناً صہ روپیہ قرضہ بھی ہو گیا اگر قرض ادا ہو جاوے تو ارادہ ہے کسی اور جگہ چلا جاؤں۔ آپ ادائے قرض کی کوئی تدبیر فرماویں اور یہ کہ اس جگہ کو چھوڑ دوں یا نہ اگر چھوڑ دوں تو کس جگہ جانا مناسب ہے۔

جواب وباللہ التوفیق۔ تمام قسم کی تکالیف کا علاج اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ۲۸/۱۴ (جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہر قسم کی تکلیف سے نکال دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا) پھر ایک جگہ فرمایا ہے۔ استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا و ویمددکم باموال وبنین ۲۹/۱۴ حضرت نوح نے اپنی قوم کو فرمایا تم پچھلے گناہوں کے بد نتائج سے اور آئندہ کسی غلطی کے واقع ہونے سے اپنے رب سے حفاظت طلب کرو وہ تو بڑا ہی حفاظت کرنے والا ہے تم پر بارشیں عمدہ بھیجے گا اور تم کو مال و اولاد کی مدد دے گا (بڑھا دیگا) اور قرض کے لئے ایک دعا ماثورہ ہے وہ اگر آپ بلحاظ آداب دعا کے دعا کیا کریں۔ اللہم انی اعوذبک من الہم والغم واعوذبک من الجبن والبخل واعوذبک من العجز والکسل واعوذبک من ضلع الدین وغلبۃ الرجال۔ اللہم انی اعوذبک من عذاب جہنم واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذبک من فتنۃ المحیا والممات اللہم انی اعوذبک من المأثم والمغرم اللہم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک اللہم اغننی من الفقر واقض عنی الدین وتوفنی فی عبادتک وجہاد فی سبیلک۔

نقل مکان کی بابت مجھے ایک حکایت یاد آگئی ہے۔ پھیرہ میں ایک ہندو ساد ہو فقیر کا ایک دوست تھا اس نے اپنی بے روزگاری اور مقروض ہونے کی شکایت ساد ہو کے پاس کی اور اپنا ارادہ لاہور جانے کا بنا بر روزگار وطلب معاش کے ظاہر کیا تو ساد ہو فقیر نے کہا جب جانے لگو تو مجھے بھی ملو۔ جب وہ روانہ ہونے لگا تو ساد ہو کے پاس وداع کرنے کے لئے آیا اس وقت ساد ہو نے کہا کہ جب تم لاہور پہنچو تو لاہور کے خدا تعالیٰ کو میرا بھی سلام کہنا۔ اس نے عرض کی کہ کیا لاہور میں کوئی اور خدا ہے؟ ساد ہو نے کہا کہ اگر دوسرا خدا وہاں کا کوئی نہیں اور یہی خدا وہاں بھی ہے تو تم یہیں رہکر اس سے صلح کر سکتے ہو۔

اصل ظاہری تدبیر یہ ہے کہ نسخجات مجربہ اپنی دیسی پیداوار بوٹیوں کی بنا کر تیار رکھو اور غرباء کی ان سے مفت خدمت کرو۔ دوائی بنانے کی حق الخدمت لینا منع نہیں۔ بشرطیکہ غبن کی حد تک نہ پہنچ جاوے۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

یاایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ

اے احمدیو! اے بہادرو! اے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والو! تم نے الحکم کی ۲۶ اپریل کی اشاعت میں مکرمی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن کا مضمون پڑھا؟ کچھ غیرت کی رگ میں حمیت کے خون کا ہیجان ہوا یا نہیں؟ مولوی محمد علی ایم اے۔ کون مولوی محمد علی ایم اے؟ وہ جو کہ سخت دماغی کام کرتے کرتے اپنی صحت جسمانی کو معرض خطر میں ڈالکر صدر انجمن احمدیہ کی سکرٹری شپ سے رخصت لینے پر مجبور ہوا تھا۔ پھر کیا اس نے اس رخصت کے زمانہ میں آرام کیا اور سہری میں پڑا ہوا انیدٹ تارہا؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس نے وہ وہ کام کئے کہ اگر ان کاموں کی ایک گٹھری باندھکر ہم میں سے کسی کے سر پر رکھ دی جائے تو ہمارا کچومر نکل جائے اور چھٹی کا دودھ زبان پر آجائے۔ کیا تم فاضل امروہی اور ان کی اس پیرانہ سالی میں نوجوانانہ چپقلش مردانہ سے ناواقف ہو؟ کیا الحکم اور بدر اور ریویو میدان وغا میں تمہارے دشمنوں کا سر کچلنے اور اپنی اپنی تیغ خارا شگاف و خنجر آہن گداز کو استعمال کرنے میں کچھ کمی کر رہے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کیا تم اس شبیر بشیر علوم کی دن رات کی شاقہ محنتوں اور اعلاء کلمۃ الحق کی مصروفیتوں سے ناواقف ہو جس کی نسبت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

بھلا اب مجھکو یہ تو بتاؤ کہ ان انگلیوں پر شمار ہو سکنے والے چند بہادروں کے بھروسہ پر کیا تم ساری عمر چوڑیاں پہنے ہوئے اماں جان کی بغل ہی میں بیٹھے رہوگے اور ہر ایک آنے والی ضرورت کو انھیں کے سر تھوپتے رہوگے؟ بس! اب اٹھو۔ کمر ہمت کو چست باندھو۔ نامردانہ حیلے بہلے اور زنانہ نخرے چھوڑ دو۔ دیکھو سچ کہتا ہوں یہ موقع ہے اور بڑا اچھا موقع ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ اے میرے پیارو! اے میرے بھائیو! مسیح کے زبان فرما رہا ہے من انصاری الی اللہ تم سب کیوں یک زبان ہو کر نہیں کہتے کہ نحن انصار اللہ

مکرمی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے سچ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ساری جماعت کو ملکر کوشش کرنی چاہیئے۔ پھر انھوں نے کیا شجاعت و بہادری سے لبریز فقرہ لکھا ہے کہ "ہم سارے ایک جان اور ایک تن ہو کر اس کام میں لگ جائیں اور ایک لشکر کی طرح جو کہ بڑے بڑے بہادر آدمیوں سے بنا ہوا ہوتا ہے آگے بڑھیں اور ہر ایک رکاوٹ کو جو رستہ میں پڑے کندھے سے کندھا ملا کر ہٹا دیں اور اگرچہ اس دھاوے میں ہم میں سے کئی تباہ ہو جائیں مگر وہ ہمارے لئے دلیری کا موجب ہوں نہ ہمت ہارنے کا"۔ میں کہتا ہوں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔

مکرمی ڈاکٹر صاحب کا مضمون بھی تم لوگوں کو صرف ہوشیار کرنے اور جگانے کے لئے تھا۔ میں بھی ہوشیار کرنے اور تمہاری آنکھوں سے نیند کا خمار دور کرنے کے لئے ہی تم کو جھنجھوڑ رہا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ تو اس بجا گنے اور مستعد ہونے سے پیشتر ہی بے سوچے سمجھے ہل من مبارز پکارنے لگو اسی اندیشہ کو محسوس کر کے حضرت اڈیٹر صاحب الحکم نے مکرمی ڈاکٹر صاحب کے مضمون پر ایک سفید تمہید لکھی تھی اسپر ضرور توجہ رہے کہیں امام علیہ السلام اور بزرگان ملت کے مشورہ اور اجازت بدون پیشقدمی کر کے نقصان نہ اٹھانا ہاں! یہ ضروری بات ہے کہ اب خاموش اور مطمئن بیٹھنے کا وقت نہیں ہے اٹھو اور کچھ کر کے دکھاؤ ؎

مخاطب تم سے ہو کر عرض اب کرتا ہے یہ اکبر
بتاؤ خدمت دین تم نے کیا کی احمدی بن کر؟
بھلا ہے یاد بھی! وعدہ کیا تھا وقت بیعت کیا؟
مقدم تم میں کس کس نے کیا ہے دین کو دنیا پر؟
یہ دنیا چند روزہ ہے کرو کچھ فکر عقبیٰ بھی
ہے جانا ایکدن سب کو بہ پیش داور محشر
نمونہ نیک دکھلاؤ بنو اب دیندار ایسے
کہ تا اس دینداری کا تمہاری شور ہو گھر گھر
اب آؤ غفلتیں چھوڑیں دکھائیں ہمتیں اپنی
بڑی مشکل سے یہ موقع ملا ہے ہمکو مر مر کر
یہ وہ مہدی ہے بھیجا ہے محمدؐ نے سلام اسکو
بھلا رتبہ میں بڑھکر اس سے اب ہو گا کوئی کیونکر
قیامت تک نہ پائے گا کوئی اس کے سوا ایسا
بٹھا کر اپنی آنکھوں میں بناؤ اس کے دل میں گھر
بھلا دو عشق میں اس کے سبھی دنیا و مافیہا
کہو اس کے ہر اک ارشاد پر لبیک بڑھ بڑھکر
نہ بڑھ جائیں کہیں فرہاد و مجنوں عشق میں تم سے
نہ اپنی عاشقی پر ڈال دینا تم کہیں پتھر
مدد اس مہدی آخر زماں کی کی ہے کیا تم نے
ہوئے ہو جب سے بیعت اس کے تم دست مبارک پر
دریغ اس سے اگر رکھا کسی نے مال و دولت کو
تو پھر وہ یاد رکھے زر سے پہنچیگا ضرر اکثر
خدا کی راہ میں جو زر نہیں کچھ کام آسکتا
تو کنکر اور پتھر سے نہیں قیمت میں وہ بڑھکر
جو دولت علم کی رکھتے ہیں کیوں خاموش بیٹھے ہیں
مقابل دشمنوں کے وہ دکھائیں علم کے جوہر
اٹھو اے بھائیو خدمت کرو دین محمدؐ کی
کہ امت ہو محمدؐ کی جماعت تم ہو احمدؐ کی
ذرا اب مرد بن جاؤ نہ اپنے دل میں گھبراؤ
ڈرو مت بھائیوں سے اور نہ مال و زر کا غم کھاؤ
نہ چوکو کلمہ حق کی اشاعت سے کبھی ہرگز
کہیں ایسا نہ ہو ڈر ڈر کے تم خاموش رہ جاؤ
نہ ایسا وقت پھر پاؤ گے کچھ ہمت دکھاؤ اب
مسیحائے زماں کے عاشقو مہدی کے شیداؤ
نمونہ دیکھ کر عبد اللطیف باصفا کا بھی
کہیں ایسا نہ ہو حق بات کہنے سے گھبراؤ
مگر ہاں نفس کی خاطر کسی سے مت لڑو ہرگز
جو کوئی تم کو گالی دے تو تم خاموش ہو جاؤ
درندہ بن نہیں اچھا کرو تبلیغ نرمی سے
محبت سے بتاؤ اور دلسوزی سے سمجھاؤ
نہیں دے گالیاں کوئی تو خاموشی ہی بہتر ہے
مگر ہو دین پر حملہ تو پھر تم شمشیر بن جاؤ
تمہیں علم کلام ایسا سکھایا ہے مسیحا نے
کہ مشکل ہے کسی دشمن سے اب تم زیر ہو جاؤ
پڑھا ہے گر مسیحائے زماں کی سب کتابوں کو
تو ممکن ہی نہیں دشمن سے پھر تم مات کھا جاؤ
تمہارا خلق ایسا ہو کہ ہر اک تیرہ شیدا ہو
نمونہ اپنے ہمسایوں کو اپنا نیک دکھلاؤ
رضائے مہدی آخر زماں ہو قبلہ ہمت
کوئی سختی پڑے آکر تو خاموشی سے سہجاؤ
اگر مجبور ہو جاؤ تو دیوانے نہ بن جاؤ
دعا کے واسطے خالق کے آگے ہاتھ پھیلاؤ
ہر آں کار یکہ گردد از دعائے محو جانانے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

کہ لوگ آپ کا مذہب اختیار کرلیں اور ساری دُنیا کو عیسائی بنانا چاہتے ہیں۔ بھلا آپ یہ تو فرمائیں کہ عیسائی ہو کر آپ لوگوں نے کیا بنایا ہے کہ دوسرے وہ فایدہ اٹھاویں گے۔ فسق و فجور میں عیسائی قوم نے جو ترقی کی ہے وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ اکثر حصہ اس قوم کا ایسا ہے کہ خدا سے بھی برگشتہ ہے۔ اور گویا کہ اپنے فعل سے بتا رہا ہے کہ خدا کی اُنکو ضرورت ہی نہیں پائی جاتی ہے۔ اب کہئے کہ آپ ایک ایسی قوم کے کس طرح حامی بنتے ہیں جو خود ایسا اقرار کرتے ہیں۔ آپ کس طرح مسلمانوں سے ایسے خطرناک عادات اور فسق و فجور میں غرق شدہ قوم کی تقلید کرانا چاہتے ہیں جن پر خوف ہے کہ ان کے اعمال بد کی وجہ سے عذاب نازل ہو۔

خدا تقویٰ طہارت کو چاہتا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ مسلمان بھی۔ فاسق ہیں۔ فاجر ہیں۔ مگر اس قوم کے مقابلہ میں نسبتاً دیکھا جاوے تو صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ مُسلمانوں کی زندگی ان کے مقابلہ میں ہزار درجہ بہتر ہے۔ خدا تعالےٰ نے مُسلمانوں میں توحید کی برکت سے یہ فسق و فجور اور بے غیرتی پیدا نہیں ہونے دی۔ خود بعض انگریز مصنفوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مسلمان قوم دنیا میں غنیمت ہے۔ اور عیسائی اقوام کے مقابلہ میں ان کی زندگی ہزار درجہ بہتر ہے۔ عیسائی قوم کے واسطے کفارہ کی جو راہ کھلی ہے اس کے ذریعہ سے اس قوم میں کونسا گناہ ہے جو جُرات اور دلیری سے کیا نہیں جاتا ہے۔ اور وہ کونسی بدی ہے جسکے کرنے سے کسی عیسائی کو کوئی روک پیدا ہو سکتی ہے؟ اصل میں کفارہ کا عقیدہ ہی ان میں ایسا ہے کہ سارے حرام ان کے واسطے حلال ہو گئے ورنہ کفارہ باطل ہوتا ہے۔

نور افشاں جو کہ عیسائیوں کا ایک معتبر اخبار ہے۔ اسی میں ایک دفعہ لکھا گیا تھا کہ مسلمانوں میں اُن کی عبادتگاہوں اور مساجد میں ایک ادنی مسلمان بادشاہ وقت کے برابر بلکہ اُس کے آگے کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور دنیوی ثروت اور جاہ و جلال کا کوئی اثر ان کی مسجدوں میں باقی نظر نہیں آتا۔ حالانکہ عیسائیوں میں ایک خاص یورپ کا عیسائی کبھی دیسی عیسائیوں سے گرجا میں بھی اکٹھا نہیں ہو سکتا حتی کہ ان میں گرجا میں بھی کرسیوں کے درجے موجود ہوتے ہیں۔ غرض مسلمانوں میں بڑے بڑے برکات ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور اب بھی ہیں۔ آپ ان معاملات میں غور کریں اور اپنے علم کو بڑھاویں۔ بغیر معلومات وسیع کے آپ کو ایسا دعوےٰ نہیں کرنا چاہئے کہ عیسائی مسلمانوں سے نیکی۔ تقویٰ۔ طہارت۔ میں بڑھے ہوئے ہیں۔ ہر امر میں حکم نسبتاً لگایا جاتا ہے۔ مسلمان نسبتاً ان سے نیکی میں تقویٰ میں طہارت میں۔ خداترسی میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ مسلمانوں میں باہمی اتفاق نہیں ہے سو اس کے متعلق تو اللہ تعالےٰ کا خود بھی منشا رہا ہے اور اس میں رحمت ہے۔ البتہ ایک حد تک جب خدا کو منظور ہوگا خود بخود اتفاق اور اتحاد بھی پیدا ہو جاوے گا۔

مسلمانوں کیساتھ اللہ تعالےٰ کا یہ خاص فضل ہمیشہ شامل حال رہا ہے کہ خدا ان کو گرنے کے وقت سنبھال لیتا ہے حالانکہ اور قومیں اس سے محروم ہیں۔ مشکلات بھی دن اور رات کی طرح ہر قوم کے ساتھ دورہ کرتے ہیں مگر خدا نے ہمیشہ مسلمانوں کو ایسے اوقات میں تائید غیبی سے سنبھال لیا ہے۔ جس صلح کے آپ خواہشمند ہیں وہ تو ہمارے خیال میں نفاق ہے۔ اور ہم ایسی صلح کے دشمن ہیں۔ یہ کہنا کہ انگریز قوم بڑی علم دوست ہے کیسی ایک بیہودہ بات ہے۔ علم بھی ایک طاقت ہے۔ انسان اس طاقت کے ذریعہ سے ہر ظلمت اور ذلیل عقاید سے بچ جاتا ہے۔

ان کا علم کیا خاک علم ہے

کہ ایک ناتوان کمزور اور ضعیف انسان جو کہ معمولی انسانوں کی طرح ماں کے پیٹ سے قانون قدرت کے موافق پیدا ہوا اور دنیوی سختیاں اور تلخیاں بھگتنے کے مشکلات برداشت کرتا ہوا آخر یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کی ذلتیں سہتا اور ماریں کھاتا ہوا سولی پر چڑھایا گیا ایسے ایک انسان کو خدا بنالیا۔ کیا علم اسی کا نام ہے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ جب کوئی بادشاہ بنتا ہے تو اس سے قسمیہ عہد لیا جاتا ہے کہ وہ انجیل کے احکام کی پیروی کریگا۔ کیا اسی کا نام ہے کہ انگریز علم دوست ہوتے ہیں۔ سائل نے کہا کہ ہر وقت ان کے ہاتھ میں کتاب یا اخبار موجود رہتی ہے۔ فرمایا۔ جو شخص علوم حقیقی اور الٰہیات سے بے نصیب محض ہو اس کو علم دوست نہیں کہا جا سکتا۔

طلبا کے امتحان کا ذکر ہونے پر فرمایا؟ عند الامتحان یکرم المرء او یہان۔ فرمایا اصل میں لڑکے بھی معذور ہیں۔ امتحان کے مشکلات بہت سخت ہوتے ہیں۔ جب دنیوی امتحانوں کا یہ حال ہے تو پھر دینی امتحان کا کیا حال ہے۔ انسان دنیوی امتحان کے واسطے کیا کیا تیاریاں کرتا ہے۔ اور کس قدر فکر اور غم اس کو ہوتا ہے اور کیسی کیسی شاقہ محنت برداشت کرتا ہے۔ بے فکری ہے تو کس سے؟ دینی امتحان سے۔ نہیں محنت کی جاتی تو کس کے واسطے؟ دین کے امتحان کیواسطے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ اللہ تعالیٰ بھی ایک امتحان کیطرف متوجہ کرتا ہے۔ اس کا بھی کچھ فکر کرنا چاہئے۔ اور اس امتحان کیواسطے بھی کچھ تیاری کرنی ازبس لازمی ہے۔

دیکھو ہر صدی کے سر پر جو ایک مجدد آتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک امتحان ہی ہوتا ہے۔ اب اس وقت بھی مسلمانوں کا ایک امتحان ہو رہا ہے۔ خدا نے ایک مامور بھیجا ہے اور اس کے ساتھ ہزارہا زمینی اور آسمانی نشانات اور تائیدات کر کے روشن نشانوں سے دنیا میں ثابت کر دیا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اب بھی لوگوں کے ایمان کا امتحان ہے۔ اب بھی یکرم المرء او یہان کا نظارہ موجود ہے کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا۔ ایڈیٹر) پس مبارک وہ جو خدائی امتحان کی فکر رکھتے ہیں اور پھر مبارک وہ جو خدائی امتحان میں پاس ہوتے ہیں۔ پھر اسی شخص نے سوال کیا کہ یہ جو بڑی بڑی سورتیں قرآن شریف میں موجود ہیں کیا یہ یکبارگی نازل ہو گئی تھیں؟

فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہمیشہ ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوتا ہے۔ اور پھر پورا حصہ بن جاتا ہے۔ ہم اس معاملہ میں صاحب تجربہ ہیں۔ جس طرح سے اب اُترتا ہے اسی طرح پہلے اُترتا تھا۔ اس میں اعتراض کی بات ہی کیا ہے۔ اور خلاف قانون کس امر کو کہا جاتا ہے۔ خلاف قانون تو جب کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی اس بات کا دعوےٰ کرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سارے اسرار کا مطالعہ کر لیا ہے اور سارے قانون قدرت کا اس نے احاطہ کر لیا ہے پھر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ فلاں امر قانون قدرت کے خلاف ہے۔ مگر جب خدا کی قدرت کا کوئی انتہا ہی نہیں پا سکا تو پھر یہ دعوےٰ کیا۔ ہمارے الہامات کی کتاب تو بنیاد ہی ہے مگر شریعت نہیں ہے۔ شریعت وہی ہے جو آنحضرت صلعم لائے اور جو قرآن شریف نے دنیا کو سکھلائی۔ ایک نقطہ نہ گھٹایا گیا نہ بڑھایا گیا ہے۔

خدا جس طرح پہلے دیکھتا تھا اب بھی دیکھتا ہے اس طرح جس طرح پہلے کلام کرتا تھا اسی طرح اب بھی صفت تکلم اس میں موجود ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اب خدا کلام نہیں کرتا۔ کیا خیال کیا جا سکتا ہے کہ پہلے تو خدا سُنتا تھا۔ مگر اب نہیں سُنتا۔ پس اللہ تعالیٰ کے تمام صفات جو پہلے موجود تھے اب بھی اُس میں پائے جاتے ہیں۔ خدا میں تغیر نہیں۔ شریعت چونکہ تکمیل پا چکی ہے۔ لہذا اب کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اکملت لکم دینکم پس اکمال دین کے بعد اور کسی نئی شریعت کی حاجت نہیں۔

فرمایا خدا جس کو حکومت دیتا ہے اُسے فراست بھی عطا فرماتا ہے۔ بشرطیکہ وہ خود اپنے اس پاک جوہر کو شرارت یا تعصب کی کدورت سے مکدر نہ کرے۔ نیک طبع حکام کو اللہ تعالیٰ تائید غیبی سے بعض ایسے امور میں جن میں حق و باطل پوشیدہ ہوتا ہے حق ظاہر کر دیتا ہے۔ اور فراست صحیحہ سے وہ اس امر کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر اُن کو اور دلائل کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔

ہمارے اُس مقدمہ کی حالت جو ڈگلس کے سامنے پیش ہوا تھا اُس میں غور کرنے والے کے واسطے کئی نشان موجود ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ فراست اچھی چیز ہے۔ انسان اندر ہی اندر سمجھ جاتا ہے کہ یہ سچا ہے۔ سچ میں ایک جرأت اور دلیری ہوتی ہے۔ جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے۔ وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گندہ گناہوں سے ملوث ہے وہ ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے۔ اور مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اور اپنی پاکدامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ دنیوی معاملات میں بھی غور کر کے دیکھ لو کہ کون ہے جس کو ذراسی بھی خدا نے خوش حیثیتی عطا کی ہو اور اُس کے حاسد نہ ہوں۔ ہر خوش حیثیت کے حاسد ضرور ہو جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی لگے رہتے ہیں۔ یہی حال دینی امور کا ہے۔ شیطان بھی اصلاح کا دشمن ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ اپنا حساب صاف رکھے۔ اور خدا سے معاملہ درست رکھے۔ خدا کو راضی کرے پھر کسی سے نہ خوف کھائے اور کسی کی پروا نہ کرے۔ ایسے معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی مورد عتاب ہو جاوے۔

مگر یہ سب کچھ بھی تائید غیبی اور توفیق الٰہی کے سوا نہیں ہو سکتا۔ صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی۔ جب تک خدا کا فضل بھی شامل حال نہ ہو۔ خلق الانسان ضعیفا۔ انسان ناتوان ہے غلطیوں سے پُر ہے۔ مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرے اور تائیدات غیبی اور فضل کے فیضان کا وارث بنادے۔

اصل میں توکل ہی ایسی ایک چیز ہے کہ انسان کو کامیاب و بامراد بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ اللہ اُس کو کافی ہو جاتا ہے بشرطیکہ سچے دل سے توکل کے اصلی مفہوم کو سمجھ کر صدق دل سے قدم رکھنے والا ہو۔ اور صبر کرنے والا اور مستقل مزاج ہو۔ مشکلات سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹ جاوے۔

دُنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے اور اس کے کام بھی ایسے ہی ہیں۔ پس انسان کو لازم ہے کہ اس کا غم کم کرے اور آخرت کا فکر زیادہ رکھے۔ اگر دین کے غم انسان پر غالب آجاویں تو دنیا کے کاروبار کا خود خدا متکفل ہو جاتا ہے۔ افسوس ہے بڑے بڑے حوادث روز ہو رہے ہیں مگر لوگ ہیں کہ توجہ نہیں کرتے۔ پروا نہیں کرتے۔ حضرت موسیٰ ؑ کے کافر بھی اچھے تھے کہ جب اُن پر عذاب نازل ہوتے تھے تب تو توجہ کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر یہ ٹل جاوے تو مان لیں گے۔ مگر آجکل کے کافر اُن سے بھی زیادہ سخت جان ہیں کہ نت نئے عذاب آتے ہیں۔ نئی نئی صورت میں خدا کا قہر نازل ہوتا ہے مگر یہ ہیں کہ کان پر جوں نہیں چلتی۔ دیکھو ایک طاعون نے ہی کیسے کیسے خطرناک حملے کئے۔ کیسی کیسی جانگداز تباہیاں واقع ہوئی ہیں کہ ان کا ذکر سُننے سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر کسی پر اثر نہیں ہوا۔ وہ لوگ تھے کہ ایسے اوقات میں حضرت موسیٰ ؑ سے دعا کرایا کرتے تھے مگر یہ لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کوئی نہیں معمولی بات ہے۔ ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔ اور ایسے عذاب آیا ہی کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا قدیم سے یہ وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں طرح طرح کے عذاب آویں گے اس وقت بعض ہدایت پاجاویں گے اور اکثر ہلاک ہوں گے۔ نشان تو خدا دکھاتا ہے مگر ان سے ہی فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو مومن ہوتے ہیں۔ اور وہ قلیل ہیں۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا تھا اُس نے ذکر کیا کہ ہمارے شہر میں طاعون نے سخت تباہی ڈالی ہے۔ بہت لوگ تیار ہیں کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کریں اور اصل بات یہی ہے کہ مجھے بھی طاعون ہی حضور کے پاس لائی ہے۔

اس سال طاعون کسی قدر کم ہے اس وجہ سے دل بھی سخت ہیں۔ دلیر ہیں مگر کسی کو علم کیا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ پس مطمئن نہیں رہنا چاہیئے۔ اور قبل اس کے کہ عذاب نازل ہو جاوے توبہ کرنی چاہیئے اور خدا کی طرف جھکنا اور حفاظت طلب کرنی چاہیئے۔ مگر یہ سب کچھ توفیق سے ہو سکتا ہے۔ انسان کو بعض اوقات شیطان بڑے بڑے وسوسے پیدا کر دیتا ہے۔ کہ میرے رشتے ناطے ٹوٹ جاویں گے۔ میرے جاہ و عزت میں فرق آجاویگا۔ یا وجوہ معاش بند ہو جاویں گے۔ یا میرے حکام مجھ سے ناراض ہو جاویں گے۔ مگر یاد رکھو کہ ہدایت کے قبول کرنے سے یہ سب امور رکتے ہیں۔ گورنمنٹ کو تو کسی کے مذہب سے کچھ سروکار ہی نہیں۔ اور پھر خدا کا فضل ہے کہ ہمارے اصول ایسے ہی نہیں کہ گورنمنٹ اُن سے ناراض ہو۔ باقی رہی یہ بات کہ رشتے ناطے ٹوٹ جاویں گے یا معاش میں فرق آجاویگا سو یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان جب خدا کے واسطے کچھ چھوڑتا ہے اور اپنے اوپر مشکلات برداشت کرتا ہے تو خدا اس کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ ہر حال میں اس کا خود مددگار اور کارساز ہو جاتا ہے۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

بعد از نماز جمعہ یکم مئی سنہ ۱۹۰۸ء بمقام لاہور

سوال کیا گیا کہ ہم اللہ اور اُس کی کتاب قرآن شریف اور اُس کے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدق دل سے مانتے ہیں۔ اور نماز روزہ وغیرہ اعمال بھی بجالاتے ہیں پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ آپ کو بھی مانیں؟

فرمایا

دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور کتاب کو ماننے کا دعوے کر کے اُن کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز روزہ۔ حج زکوٰۃ۔ تقویٰ طہارت کو بجا نہ لاوے اور اُن احکام کو جو تزکیہ نفس۔ ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آسکتا اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود ؑ کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اُس کو سچا مسلمان خدا اور اُس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں۔ کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالےٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآن شریف میں اور احکام دیئے ہیں اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے۔ اور اس کے نہ ماننے والے اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔ قرآن اور حدیث کے الفاظ میں فرق (جو کہ فرق نہیں بلکہ بالفاظ دیگر قرآن شریف کے الفاظ کی تفسیر ہے) صرف یہ ہے کہ قرآن شریف میں خلیفہ کا لفظ بولا گیا

ہے اور حدیث میں اسی خلیفہ آخری کو مسیح موعودؑ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ پس قرآن شریف نے جس شخص کے مبعوث کرنے کے متعلق وعدے کا لفظ بولا ہے اور اس طرح سے اس شخص کی بعثت کو ایک رنگ کی عظمت عطا کی ہے وہ مسلمان کیسا ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اس کے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے ۔

خلفاء کے آنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لمبا کیا ہے ۔ اور اسلام میں یہ ایک شرف اور خصوصیت ہے کہ اس کی تائید اور تجدید کے واسطے ہر صدی پر مجدد آتے رہے اور آتے رہینگے ۔ دیکھو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے ۔ جیسا کہ کما کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے سو شریعت موسوی کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ تھے جیسا کہ خود وہ فرماتے ہیں کہ میں آخری اینٹ ہوں ۔ اسی طرح شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس کی خدمت اور تجدید کے واسطے ہمیشہ خلفاء آتے اور قیامت تک آتے رہینگے اور اس طرح سے آخری خلیفہ کا نام بلحاظ مشابہت اور بلحاظ مفوضہ خدمت کے مسیح موعودؑ رکھا گیا ۔

اور پھر یہی نہیں کہ معمولی طور سے اس کا ذکر ہی کر دیا ہو بلکہ اس کے آنے کے نشانات تفصیلاً کل کتب سماوی میں بیان فرمائے ہیں ۔ بائیبل میں ۔ انجیل میں ۔ احادیث میں اور خصوصاً قرآن شریف میں اس کی آمد کی نشانیاں دی گئی ہیں ۔ اور ساری قومیں یہودی ۔ عیسائی اور مسلمان متفق طور سے اس کی آمد کے قائل اور منتظر ہیں ۔ پس ایسا ایک شخص جس کو اللہ تعالےٰ نے ایسی عظمت دی اور جس کی آمد کی ساری قومیں متفق طور سے منتظر ہیں اس کا انکار کر دینا کس طرح سے اسلام ہو سکتا ہے اور پھر جب کہ وہ ایک ایسا شخص ہے کہ اس کے واسطے آسمان پر بھی اللہ تعالےٰ نے اس کی تائید میں نشان ظاہر کئے اور زمین پر بھی معجزات دکھائے اس کی تائید کے واسطے طاعون آیا اور کسوف خسوف اپنے مقررہ وقت پر بموجب پیشگوئی عین وقت پر ظاہر ہو گیا ۔ تو کیا ایسا شخص جس کی تائید کے واسطے

آسمان نشان ظاہر کرے

اور زمین الوقت کہے وہ کوئی معمولی شخص ہو سکتا ہے کہ اس کا ماننا اور نہ ماننا برابر ہو اور لوگ اسے نہ مانکر بھی مسلمان اور خدا کے پیارے بندے بنے رہیں ؟ ہرگز نہیں ۔ یاد رکھو کہ مسیح موعودؑ کے آنے کے کل علامات پورے ہو گئے ہیں ۔ طرح طرح کے مفاسد نے دنیا کو گندہ کر دیا ہے ۔ خود مسلمان علماء اور اکثر اولیاء نے

مسیح موعودؑ کے آنے کا یہی زمانہ لکھا ہے کہ وہ چودہویں صدی میں آئے گا ۔ حجج الکرامہ میں بھی اسی چودھویں صدی کے متعلق لکھا ہے ۔ اور کوئی بھی نہیں جو اس صدی سے آگے بڑھا ہو ۔ تیرھویں صدی سے تو جانوروں نے بھی پناہ مانگی تھی اور لکھا ہے کہ اب **چودھویں صدی مبارک ہوگی ۔**

اس قدر متفقہ شہادت کے بعد بھی جو کہ اولیاء اور اکثر علماء نے بیان کی اگر کوئی شبہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ قرآن شریف میں تدبر کرے اور سورۃ النور کو غور سے مطالعہ کرے ۔ دیکھو جس طرح حضرت موسیٰ سے ۱۴۰۰ برس بعد حضرت عیسیٰ آئے تھے اسی طرح پر یہاں بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی ہی میں مسیح موعود آیا ہے ۔ اور جس طرح حضرت عیسیٰؑ سلسلہ موسویؑ کے خاتم الخلفاء تھے اسی طرح ادھر بھی مسیح موعودؑ خاتم الخلفاء ہو گا ۔

اسلام اس وقت اُس بیمار

کی طرح تھا جس کی زندگی کا جام لبریز ہو چکا ہو ۔ اسلام پر ظلم کیا گیا ۔ اور بڑی بے رحمی سے دشمن چاروں طرف سے اپنے پورے ہتھیاروں سے اس کو نیست و نابود کرنے کے واسطے مسلح و تیار ہو کر حملہ آور ہو رہے ہیں ۔ اسلام اس وقت مردہ ہو چکا تھا اور اندرونی اور بیرونی حملوں سے نیم جان ۔ اسلام کی شمع کا اب آخری وقت تھا ۔ اور اس کی گردن پر بڑی بے رحمی سے چھری پھیری جا رہی تھی ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ کس وقت کے لئے کیا گیا تھا ۔ کیا ابھی کوئی اور مصیبت بھی رہ گئی تھی جو اسلام پر آنی باقی ہو ۔ یاد رکھو حفاظت سے اوراق کی حفاظت ہی مراد نہیں ۔ بلکہ اس کی تشریح ایک حدیث میں ہے ۔ جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آویگا کہ قرآن شریف دنیا سے اُٹھ جاوے گا ۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ لوگ قرآن کو پڑھتے ہوں گے تو اُٹھ کیسے جاوے گا ۔ فرمایا ۔ میں تو تمہیں عقلمند خیال کرتا تھا مگر تم بڑے بے وقوف ہو ۔ کیا عیسائی انجیل نہیں پڑھتے اور کیا یہودی توریت نہیں پڑھتے قرآن کے اُٹھ جانے سے مراد یہ ہے کہ قرآن شریف کا علم اُٹھ جاوے گا اور ہدایت دنیا سے نابود ہو جاوے گی انوار اور اسرار قرآنیہ سے لوگ بے بہرہ ہو جاویں گے اور عمل کوئی نہ کرے گا ۔ قرآن جو سکھانے کو آیا ہے لوگ اس راہ کو ترک کر دیں گے اور اپنی ہوا و ہوس کے پابند ہو جاویں گے ۔ جب یہ حال ہو گا تو ابنائے فارس میں

سے ایک شخص آویگا اور وہ دین کو از سر نو واپس لائیگا ۔ اور دین کو اور قرآن کو از سر نو تازہ کرے گا ۔ قرآن کی کھوئی ہوئی عظمت اور بھولی ہوئی ہدایت اور ثریا پر چڑھ گیا ہوا ایمان دوبارہ دُنیا میں پھیلاوے گا ۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس ۔ غرض قرآن شریف سے اور احادیث نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں آخری زمانہ میں ایک خلیفہ کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے ۔ اور اس کے علامات اور نشانات بھی بتا دئے گئے ہیں ۔

ہمیں مسیح موعودؑ ہونیکا دعوےٰ

ہے ۔ اب ہر شخص کا جو خدا اور رسول سے پیار کرتا ہے اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتا ہے **فرض** ہے کہ اس معاملہ میں غور کرے کہ آیا ہم نے جو دعوےٰ کیا ہے بجا ہے کہ جھوٹا ۔ **خدا کی طرف سے آنے والوں کے ساتھ خدائی نشان ہوتے ہیں** ۔ صرف زبانی دعوے قابل پذیرائی نہیں ہوتا ۔ منجملہ اور علامات کے جو ہمارے آنے کے واسطے اللہ اور رسول کی کتابوں میں مندرج ہیں ایک اونٹنی سواریوں کا معطل ہو جانا بھی ہے چنانچہ اس مضمون کو قرآن شریف نے بالفاظ ذیل تعبیر کیا ہے ۔ واذا العشار عطلت اور حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ لیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا ۔ اب سوچنے والے کو چاہیے کہ ان امور میں جو آج سے تیرہ ۱۳۰۰ سو برس پیشتر خدا اور اُس کے رسول کے مُنہ سے نکلے اور اس وقت وہ الفاظ بڑی شان اور شوکت سے پورے ہو کر اپنے کہنے والوں کے جلال کا اظہار کر رہے ہیں ۔ دیکھے اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے کیسے کیسے سامان پیدا ہو رہے ہیں حتیٰ کہ حجاز ریلوے کے تیار ہو جانے پر **مکہ معظمہ** اور **مدینہ منورہ** کے سفر بھی بجائے اونٹ کے ریل کے ذریعہ ہوا کریں گے اور اونٹنیاں بے کار ہو جاوینگی ۔ رہی یہ بات کہ ان پیشگوئیوں کو مسیح موعود کے لفظ سے کیا تعلق ہے ۔ کیونکہ قرآن شریف میں تو مسیح موعودؑ کا نام کہیں نہیں آیا ۔ سو اس کے واسطے یاد رکھنا چاہیے کہ ہم خاتم الخلفاء ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں ۔ اور خاتم الخلفاء کا قرب قیامت کے وقت ظہور ہونے کا وعدہ قرآن شریف میں موجود ہے ۔ پھر ہمیں بار بار بذریعہ الہام آلٰہی اس امر کی بھی اطلاع دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ بھی ہمارا ہی نام رکھا ہے جس کے آنے

کے متعلق احادیث میں وعدہ تھا۔ یاد رکھو کہ جو شخص

احادیث کو ردی کی طرح پھینک

دیتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسلام کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے کہ جو بغیر مدد احادیث ادھورا رہ جاتا ہے۔ جو کہتا ہے کہ مجھے احادیث کی ضرورت نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ اُسے ایکدن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔

پس قرآن شریف میں جس شخص کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اُسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے اور اس طرح سے دونوں ناموں کے متعلق جتنی پیشگوئیاں ہیں وہ ہمارے ہی متعلق ہیں۔

خلیفہ کہتے ہیں پیچھے آنے والے کو۔ اور کامل وہ ہے جو سب سے پیچھے آوے۔ اور ظاہر ہے کہ جو قرب قیامت کے وقت آویگا وہی سب سے پیچھے ہوگا۔ لہٰذا وہی سب سے اکمل اور افضل ہوا۔ صرف تغیر الفاظ ہی ہے۔ قرآن شریف نے خلیفہ کے لفظ سے پکارا ہے اور حدیث میں اس کو مسیح موعودؑ کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ رہا یہ کہ ہمارے اس دعوے کا ثبوت کیا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور ماموروں کا ہوتا رہا ہے۔

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو ثبوت کوئی شخص پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعوے کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں۔

خدا کی طرف سے آنے والے خدا ہی کی گواہی سے سچے ٹھیرا کرتے ہیں

دعوےٰ تو صادق بھی کرتا ہے اور کاذب بھی۔ اور نفس دعوے کرتے ہیں تو دونوں یکساں ہیں۔ مگر ان میں مابہ الامتیاز بھی تو ہوتا ہے۔ بھلا فرض کرو کہ مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن میں بھی نہ ہوتا اور حدیث میں بھی پایا نہ جاتا تو پھر کیا تھا۔ پھر بھی صادق اپنے نشانوں سے شناخت کر لیا جاتا۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھلا کس پہلی کتاب میں درج تھا؟ کوئی بتا سکتا ہے حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر اور پیشگوئی کس کتاب میں موجود تھی؟۔ پھر حضرت موسےٰؑ کس طرح نبی مان لئے گئے۔ یاد رکھو کہ خدا کی تازہ بتازہ گواہی ہی صدق کی دلیل ہو سکتی ہے۔ صرف دعوے بلا دلیل صدق کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس دعوے کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے۔ اور خدا کے مواخذہ کے قابل ہے۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افترا کرتا ہے اور

حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔

مَیں کوئی نئی بات نہیں لایا

اور نہ ہی مَیں نے کوئی نئی شریعت قائم کی ہے۔ مَیں اُسی شریعت کی خدمت اور تجدید کے واسطے آیا ہوں جو آں حضرت لائے تھے۔ اور میری سچائی دعوے کے لئے بھی منہاج نبوت پر ہی نشان موجود ہیں۔ مَیں نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابھی ایک تازہ کتاب حقیقۃ الوحی مَیں نے لکھی ہے اس کا مطالعہ کرکے دیکھ لیا جاوے کہ کس قدر نشان خدا نے میری تائید کے واسطے ظاہر فرمائے۔ کیا یہ کسی جھوٹے کے واسطے بھی دکھائے جاتے ہیں۔

دیکھو بعض انبیاء صرف ایک ہی معجزہ سے صادق قبول کر لئے گئے۔ مگر یہاں تو ہزاروں نشان موجود ہیں۔ پھر ہم اگر کسی نئے دین کا دعوے کرتے۔ کتاب اللہ کے خلاف کوئی نیا حکم اپنی طرف سے پیدا کرتے۔ سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں کمی بیشی کرتے۔ یا ان کو منسوخ کرنے کا دعوے کرتے۔ نماز روزہ اور حج کے مسایل میں کوئی تغیر تبدل کرتے تو اس قسم کا کوئی دغدغہ اور شک و شبہ بھی بجا تھا۔ مگر ہم تو کہتے ہیں کہ

کافر ہے وہ شخص جو

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ذرہ بھر بھی ادھر اُدھر ہوتا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روگردانی کرنے والا ہی ہمارے نزدیک جب کافر ہے تو پھر اُس شخص کا کیا حال جو کوئی نئی شریعت لانے کا دعوےٰ کرے یا قرآن اور سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں تغیر تبدل کرے۔ یا کسی حکم کو منسوخ جانے۔ ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف ہی کو خاتم الکتب یقین کرے۔ اور اسی شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے اسی کو ہمیشہ تک رہنے والا مانے۔ اور اس میں ایک ذرہ بھر اور ایک شوشہ بھی نہ بدلے۔ اور اس کی اتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھو دے اور اپنے وجود کا ہر ذرہ اسی راہ میں لگائے عملاً اور علماً اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرے۔ تب پکا مسلمان ہوتا ہے۔ البتہ ہمارے اوپر جو کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم نے کسی

نئی اور تشریعی نبوت کا دعوےٰ

کیا ہے۔ بلکہ مکالمہ مخاطبہ کی کثرت کی بلحاظ کمیت اور کیا بلحاظ کیفیت کی وجہ سے نبی کہا گیا ہے۔ اب اس مجلس میں اگر کوئی صاحب عبرانی یا عربی سے واقف ہے تو وہ جان سکتا ہے کہ نبی کا لفظ نبأ سے نکلا ہے اور نبأ کہتے ہیں خبر دینے کو۔ اور نبی کہتے ہیں خبر دینے والے کو۔ یعنے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کے رو سے نبی کہلاتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ انبؤنی باسماء ھؤلاء۔

اصل میں ہماری اور ان لوگوں کی صرف **نزاع لفظی** ہے۔ ہمارے مخالف اگر تقوےٰ طہارت نہ چھوڑیں اور تعصب اور عناد نہ کریں تو سب جانتے ہیں اور متقدمین بزرگ امداولیاء اللہ صاف لکھ گئے ہیں۔ وللہ باولیائہ مکالماتٌ ومخاطباتٌ۔

دُنیا میں صدہا نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں بلکہ سچی خواب تو بعض اوقات بلا امتیاز نیک و بد۔ کافر و مسلم کو بھی آجاتی ہے۔ بعض وقت زانی مردوں اور زانیہ عورتوں کو چوہڑے چماروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ پھر مومن کو جو کہ بوجہ اپنے ایمان صحیح کے ان سے بڑھکر اس بات کا مستحق ہے کیوں سچی خواب یا کشوف اور الہامات نہ مانے جاویں۔ بلکہ مومن کو بہت بڑھ چڑھکر یہ سب باتیں میسر آسکتی ہیں۔ اس سے یہ مت خیال کرو کہ اس طرح صادقوں اور ماموریں انبیاء و رسل کی رویا اور کشوف اور الہامات کی بے رونقی ہوتی ہے۔ یا ان کی شان میں کوئی فرق یا بے وقعتی لازم آتی ہے۔ نہیں بلکہ یہ امور تو اس وحی نبوت اور خدا کے مکالمات مخاطبات کے واسطے جو کہ اس کے انبیاء اور رسولوں کو اس کی طرف سے عطا کئے جاتے ہیں اُن کی **تصدیق** کرتے ہیں۔ اور اُن کی صداقت کی ایک قوی دلیل ہیں۔ کیونکہ اگر اس کا بیج ان لوگوں میں نہ پایا جاتا تو ممکن تھا کہ وہ فاسق فاجر اور بے دین لوگ وحی اور الہام کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتے۔ اور پھر اُن کا اعتراض قوی ہوتا۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے اپنی کامل حکمت سے انبیاء اولیاء کے مکالمات اور مخاطبات اور وحی نبوت کے واسطے بطور تخم ریزی یہ ایک شہادت ہر طبقہ کے لوگوں میں خود اُن کے نفسوں میں پیدا کر دی تا کہ انسان کو انکار کرنے کے واسطے کوئی مفر رہ نہ جاوے اور اندر ہی اندر ملزم ہوتا رہے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کو اگر کسی چیز کا نمونہ نہ دیا جاوے تو اس کے متعلق شبہات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ بات صرف صرف اسلام ہی میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ صداقت مذہب کی ایک اعلےٰ دلیل ہے جو کسی دوسرے مذہب میں پائی نہیں جاتی۔ اسلام ہی خدا کو

پسند اور خدا کا مقرب و مقبول مذہب ہے اس واسطے خدا نے محض اپنے رحم سے اسلام میں مسلمانوں کو ٹھوکر اور شبہات سے بچانے کے واسطے سلسلہ مکالمات اور مخاطبات کا ہمیشہ جاری رہنے والا اکمل فیضان عطا کیا۔

لوگوں کے دلوں میں اس قسم کے خیالات اکثر جاگزین ہو جایا کرتے ہیں کہ میں بھی انسان ہوں۔ اور یہ مدعی الہام بھی آخر میری ہی طرح کا انسان ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ مجھے الہام اور مکالمہ الٰہیہ نہیں ہوتا اور اس کو ہوتا ہے۔ اس واسطے ایسے شبہات کا قلع قمع کرنے کی غرض سے اللہ تعالےٰ نے ہر انسان میں اُس فیضان کی ایک **جھلک** بطور نمونہ رکھدی۔ دیکھو جس طرح ایک پیسہ لاکھ دو لاکھ پیسوں کے وجود کے لئے اور ایک روپیہ کروڑ دو کروڑ روپیوں اور خزائن کے واسطے دلیل ہو سکتا ہے اسی طرح سے ایک

سچا خواب الہام کے واسطے دلیل

صحیح ہو سکتا ہے سچے خواب بطور ایک نمونہ کے فطرت انسانی میں ودیعت کئے گئے ہیں تا کہ اس نقطہ سے اس انتہائی کمال فیضان کا وجود یقین کر لیا جاوے۔ جب ایک خواب معمولی بلکہ ادنےٰ درجہ کے انسان کو بھی ممکن ہے تو کیا وجہ کہ اعلےٰ درجہ کے کامل اور پاک مطہر انسان میں اس خواب کا اعلےٰ مرتبہ جس کو ہم الہام کہتے ہیں موجود نہ ہو۔ کیونکہ سچا خواب بھی کمالات نبوت کا ایک ادنےٰ ترین حصہ ہے۔

یاد رکھو کہ سلسلہ مکالمہ مخاطبہ اسلام کی روح ہے۔ ورنہ اگر اسلام کو یہ شرف حاصل نہ ہوتا تو یقیناً اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح ایک **مردہ** مذہب ہوتا اس بات کو خوب سمجھ لو کہ اگر اسلام اس فضل الٰہی اور برکت سے خالی ہوتا تو یقیناً اسلام میں بھی کوئی وجہ فضیلت نہ تھی۔ یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ وہ اس قسم کے زندہ نمونے اسلام میں ہر صدی کے سر پر بھیجتا رہا ہے۔ اور اس طرح سے ہمیشہ **اسلام کا زندہ مذہب** ہونا دُنیا پر ثابت کرتا رہا ہے۔

اسلام ایک وقت وہ مذہب تھا کہ ایک شخص کے مرتد ہو جانے سے قیامت برپا ہو جاتی تھی۔ مگر اب وہی اسلام ہے کہ لاکھوں انسان اس سے مرتد اور بے دین ہو گئے۔ اندرونی بیرونی دشمنوں کے حملوں سے اسلام کو نابود کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اسلام کی ہتک کی گئی۔ پاؤں کے نیچے روندا اور کچلا گیا۔ خود اسلامی کا دعوےٰ کرنے والے دین کی حقیقت سے بے خبر ہو کر دین کے دشمن ثابت ہو رہے ہیں۔ اب بتاؤ کہ وہ کونسی ضلالت اور گمراہی باقی ہے جس کی اب انتظار کی جاتی ہے۔

عیسائیوں میں پادری فنڈر کی کتابیں مطالعہ کر کے دیکھ لو۔ وہ لکھتا ہے کہ اسلام میں ایک بھی پیشگوئی نہیں جو کی گئی۔ اور نہ ہی کوئی پوری ہوئی۔ الٓمٓ غلبت الروم۔ والی پیشگوئی کو بھی وہ ظنی اور ڈھکوسلا بتاتا ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (نعوذ باللہ) واقعات موجودہ کو دیکھ کر ایسا اندازہ کر لیا تھا اور اس طرح سے پیشگوئی کر دی تھی۔ اس کے سوا اور سینکڑوں کتابیں اور رسایل ہیں جو اسلام کے خلاف لکھے گئے۔ کوئی مسلمان کسی عیسائی کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور دشمنان اسلام کو کوئی دندان شکن جواب نہیں دے سکتا

اگر اسلام اور اسلام کی زندگی صرف پُرانے **قصے کہانیوں** پر ہی آرہی ہے تو پھر یاد رکھو کہ اسلام **آج بھی نہیں ہے اور کل بھی نہیں ہے**۔ یاد رکھو کہ اسلام کی جس طرح خدا نے ابتدا میں حمایت کی اور کرتا آیا ہے اسیطرح آج ہی اسلام کی حمایت میں وہ تازہ بتازہ نشان دکھا سکتا ہے اور ہر مومن کے واسطے وہ بشرطیکہ کوئی **مومن** ہو **فرقان** پیدا کر سکتا ہے۔

مگر یہ ہیں نام کے مُلّاں اور حامیان دین متین کہ خود ممبروں پر چڑھ کر بلند آوازوں سے کہتے ہیں کہ اب اسلام میں نشان دکھانے والا کوئی نہیں۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب نے خود **جلسہ مہوتسو** میں جہاں کہ تمام مذاہب کے لوگ جمع تھے اس بات کا اقرار کیا کہ افسوس ہے کہ اسلام میں آجکل ایسے لوگ موجود نہیں ہیں جو نشان دکھا سکیں۔ گویا خود اقرار کر لیا کہ ہمارا مذہب بھی دوسرے مذاہب کی طرح ایک مردہ مذہب ہے اور زندگی کے جو علامات ہوتے ہیں وہ اب اس میں موجود نہیں ہیں۔ اب غور کرو کہ

کیا اسلام کی عزت ایسی ہی

باتوں میں ہے۔ نہیں بلکہ اس سے بڑھکر اور کیا ذلت ہوگی کہ اسلام کو ایسے لوگوں سے خالی مانا جاوے۔ جن سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہو اور جن کی صداقت کے ثبوت کے واسطے اُن کے ساتھ زبردست غیب پر مشتمل نشان موجود ہوں۔ یاد رکھو کہ اگر خدانخواستہ ایسا بھی کوئی زمانہ آجاوے کہ اسلام میں یہ برکات نہ رہیں تو یقین رکھو کہ اسلام بھی اور **مذہبوں کی طرح مر گیا** کیونکہ زندگی کی جو علامت تھی جب وہی مفقود ہے تو پھر زندگی کیسی؟

دیکھو برھمو بھی تو **لا الٰہ الا اللہ** کے قایل ہیں وہ اگر تم سے سوال کریں کہ **محمد** رسول اللہ کے زیادہ کرنے سے تم میں کیا لیاقت اور خصوصیت پیدا ہو گئی؟ تو بتاؤ اُن کو کیا جواب دو گے آپ مسلمان کو چاہئے کہ ایک ایسی زبردست بات پکڑے اور ایسا اصول اختیار کرے کہ جس سے وہ دوسروں پر غالب آجاوے۔

اچھا اگر یہی بات ہے تو پھر بتاؤ تو سہی کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں

مابہ الامتیاز ہی کیا ہے

جبکہ برھمو بھی توحید کے قائل ہیں۔ عیسائی بھی توحید کے خیالات رکھتے ہیں۔ آریہ بھی توحید کے حامی بنتے ہیں۔ یہودی بھی موحد ہیں۔ ہم نے ایک خط ایک فاضل یہودی کو لکھا تھا کہ توحید کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ اس کے جواب میں اُس نے لکھا کہ ہماری تعلیم توحید کی ہے۔ **اور ہمارا وہی خدا ہے جو قرآن کا خدا ہے**۔ اب یہ سمجھنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ جب یہ لوگ بھی توحید کا ہی دعوےٰ کرتے ہیں تو مسلمانوں میں خصوصیت کی وجہ کیا ہے۔

رہی نظری اور دقیق بحثیں سو وہ تو **فرج کرنے** والی باتیں ہیں۔ بحثوں سے کبھی کوئی مانا نہیں۔ دیکھو لیکھرام کا مجھ سے مقابلہ ہوا تھا۔ اُس نے میرے واسطے پیشگوئی کی تھی کہ تین برس میں مر جاؤں گا۔ میں نے خدا سے خبر پاکر اس کے حق میں پیشگوئی کی تھی کہ

چھ برس میں بذریعہ قتل ہلاک

ہو گا۔ لیکھرام کی کتاب خبط احمدیہ کھول کر دیکھ لو کہ کس طرح اس نے رو رو کر گریہ و بکا سے پرمیشر کے حضور نہایت عجز و انکسار سے التجائی ہے۔ اور خدا سے صادق کی تائید اور نصرت اور کاذب کی ہلاکت اور بربادی کا **فیصلہ** مانگا ہے۔ تا کہ حق و باطل میں تمیز ہو سکے۔ اور دُنیا پر ظاہر ہو جاوے کہ آریہ مت۔ **اور مذہب اسلام** دونوں میں سے خدا کے حضور کون سی راہ پیاری اور منظور ہے۔ اور کون سی مردود۔ آخرکار جو فیصلہ **ہوا ایک دُنیا**

اس کو جانتی ہے کہ خدا نے کس کی تائید کی اور کون نامراد مرا

اور اس طرح سے سچے اور جھوٹے اور اسلام اور آریہ مذہب کا ہمیشہ کے واسطے تصفیہ ہو گیا۔ باقی آئندہ

رسالہ الصّارم الرّبّانی

(مصنفہ مولوی محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی مطبوعہ مطبع حنفیہ پٹنہ پر ریویو)

(از سید صادق حسین صادق مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ)

رسالہ الصارم الربانی میری نظر سے گذرا۔ نیم ملا خطرہ ایمان اس رسالہ کو اور ایسے ہی کئی اور رسالوں کو بغل میں دبائے عوام کالانعام کو بہکاتے پھرتے ہیں کہ دیکھو ہمارے مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کی کیسی خبر لی ہے کہ مسیحیت کا سارا تانا بانا ادھیڑ کر رکھ دیا ہے واللہ ہمارے مولوی صاحبوں کے کیا کہنے ہیں۔ سننے والے بھی نکّے سنّی ہوتے ہیں کہ ایسی ویسی سنی سنائی باتوں پر پورا ایمان لے آتے ہیں اور گرہ کی عقل کچھ خرچ کرنا نہیں چاہتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ شیطان لعین اور اُس کی ذریت کا داؤ چل جاتا ہے اور سیدھے سادھے بھولے بھالے لوگ ٹھگ جاتے اور گمراہ لوگ گمراہی میں اور بھی ترقی کر جاتے ہیں۔

اگرچہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور مخالفین کے درمیان جو مسائل متنازعہ فیہ ہیں اُن کے متعلق متعدد اور ضخیم کتابوں میں مبسوط بحثیں ہو چکی ہیں جن کے رُو کی مخالفین سلسلہ عالیہ کو نہ آج تک توفیق نصیب ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ مگر چونکہ دغاباز کوردباطن ستم پیشہ نفس پرست مولوی عوام الناس کو یہ پٹی پڑھاتے ہیں کہ نہ قادیانیوں کی کتابیں دیکھنی چاہئیں نہ اُن کی باتیں سننی چاہئیں۔ اس لئے بہت سے عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے بعض ہیودہ سیرت بلید الطبع ملانوں کی ہر سفیہانہ خائنانہ لچر و کفر آمیز تحریر کو آیت حدیث سمجھ کر آمنا و صدقنا کہنا شروع کر دیتے ہیں غرض اس طرح باطل کی حمایت کا جوش ایک عجیب طوفان بے تمیزی برپا کر کے باطل پرستوں کو اہل حق کی جان کا دشمن اور خون کا پیاسا بنا دیتا ہے لیکن جس طرح چاند پر خاک نہیں پڑ سکتی اور آفتاب پر تھوکا ہوا اپنے منہ کو آتا ہے اسی طرح ان مولویوں کی اُڑائی ہوئی خاک اُنہیں کے سر پر پڑتی رہی اور پڑتی رہیگی اور ان کا تھوکا انہیں کے منہ پہ آتا رہا اور رہیگا۔ یہ ناحق کوش حق پوش گروہ حاسدانہ جوش کی وجہ سے غم و غصہ و حسرت و اندوہ میں گُھٹ گُھٹ کر اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روز افزوں ترقی دیکھ دیکھ کے آتش غضب سے جل بھن کر خاکستر ہی کیوں نہ ہو جائے مگر آخر کار الحق یعلو ولا یعلیٰ کا نظارہ اسے دیکھنا اور حرمان نصیب اُس موت کا پیالہ پینا پڑیگا تاہم انفاس مسیح سے فیض یافتہ حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ ایسی گندی تحریرات کی زہریلی ہواؤں سے پبلک کو بچانے کے لئے ٹریکٹ سیریز کے طور پر کچھ نہ کچھ شائع کرتے رہنے کا التزام فرمائیں ورنہ کم سے کم اخبار کے ذریعہ ریویو کی صورت میں ان طاغونی اجرام کی مخرب ایمان و جانستان تاثیرات سے خلق اللہ کو ضرور متنبہ کرتے رہیں۔

مجھے ایک افسوس اور سخت افسوس ہے کہ اہل ملل کے شیفتہ اور جھوٹ اور نا راستی کے دلدادہ گروہ میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا مولوی پایا جاتا ہے جسکی تحریر شرافت دیانت و تہذیب و متانت سے حقیقی تعلق رکھتی ہو ورنہ عموماً ان کی گندی اور متعفن کتابیں اپنے گندہ و نجس مضامین کے اعتبار سے نجاست کے گو کردوں اور پُر عفونت سنڈاسوں سے کچھ کم وقعت نہیں رکھتیں۔ کاش پبلک حق و باطل میں تمیز کے لئے یہ اثر دلکش مہذب و مدلل تقریر کو ایک ضروری معیار مقرر فرمائے۔

اس تمہید کے بعد اب میں مصنف الصارم الربانی علی اسراف القادیانی کی علمی قابلیت اُن کے فہم و فراست و دیانت و امانت تہذیب و متانت کی قلعی کھولنا اور اُن کی برائے نام الصارم الربانی اور فی الاصل الصارم الشیطانی کی حقیقت کو طشت از بام کرنا ضروری سمجھتا ہوں واللہ المستعان وعلیہ التکلان

الصارم الربانی اوسط تقطیع پر چھپا ہوا ۱۶ صفحہ کا ایک رسالہ ہے۔ بریلوی ملّا نے اس رسالہ کے شروع میں ایک استفتا منجانب یعقوب خان کلرک پولیس سرسادہ ضلع سہارنپور درج کیا ہے۔

اس استفتا میں کلرک صاحب ملّا صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔

”وہ کہ اس قصبہ سرسادہ میں ایک شخص جو اپنے آپ کو نائب مسیح یعنے مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے رہتا ہے پرسوں اُس نے ایک عبارت پیش کی جس کا مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں...... اسکے تو لکھ تحریر یہ ہے۔

”ایک مدت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات میں ہر جگہ گفتگو ہوتی ہے اور اس میں دو گروہ ہیں ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے اور ان دونوں فریق کی طرف سے کتابیں شائع ہو چکی ہیں اب میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ان دونوں فریق میں سے کون حق پر ہے پس اس بارے میں ایک آیت قطعیۃ الدلالۃ اور صریحۃ الدلالۃ یا کوئی حدیث مرفوع متصل اس مضمون کی عنایت فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری و بحیات جسمانی آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں اور کسی وقت میں بعد حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کرینگے اور اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہینگے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا اُنکو خدا تعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کر کے امتی بنا دیگا تو پہلے تو کوئی آیت بشرط مذکورہ بالا ہونی چاہئے اور بعد اس کے کوئی حدیث تاکہ ہم اس حالت تذبذب سے بچیں اور جو آیت ہو اُس میں لفظ حیات ہو خواہ کسی صیغے سے ہو۔ یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر گفتگو کرتے ہیں اور متوفیک اور فلما توفیتنی دو آیت پیش کرتے ہیں اور ان دونوں آیتوں کا ترجمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و ابن عباسؓ سے پیش کرتے ہیں اور سند میں صحیح بخاری اور ضمناً بخاری موجود کرتے ہیں اب آپ ان آیتوں کے ترجمے جو کسی صحابی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے منقول ہوں اور صحیح بخاری میں موجود ہوں۔ عنایت فرمائیے اور دونوں طرف روایتیں ہر قسم کی موجود ہیں ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جسکے تواتر کے بنا پر کوئی تواتر نہیں ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں اگر ہے تو اُس کی آیت اور نہیں ہے تو وجہ فقط بینوا توجروا۔“

اس استفتا کے بعد بریلوی مفتی ملا کا فتوے شروع ہوتا ہے قبل اس کے کہ میں فتوے کے عیب و صواب کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کراؤں۔ استفتا کے متعلق چند باتیں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

یعقوب خان صاحب ناظرین کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ استفتا کی عبارت کسی احمدی کی لکھی ہوئی ہے اور مفتی صاحب نے بھی اسی یقین کی بنا پر اپنے فتوے میں احمدیوں کے خلاف بعض ریمارک کئے ہیں۔ مثلاً یہ بات کہ احمدی لوگ صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہتے ہیں اور اس لئے ظاہر ہے کہ وہ حدیث سے منکر ہیں۔ مگر احمدیوں کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں پس قطعی طور پر ثابت ہوا کہ استفتا کی عبارت کسی احمدی کی لکھی ہوئی نہیں۔

علاوہ بریں ہمیں تعجب ہے کہ پولیس کلرک صاحب نے اُس شخص کا نام نہیں لکھا جس نے کوئی عبارت اُن کے سامنے پیش کی تھی اور جو اپنے آپ کو مسیح موعود کا

خلیفہ بتلاتا تھا کیوں نہیں لکھا اور اس عبارت پر اسکے دستخط کیوں نہیں کرائے۔ چونکہ چھوٹے خان صاحب کی طرف سے استفتا میں یہ اہم فروگذاشت ہوئی اور بڑے خان صاحب نے اپنے کفرنامہ یعنی فتوے میں اُس کی طرف مطلق توجہ مبذول نہیں فرمائی اس لئے ہمارے نزدیک چھوٹے خانصاحب کی یہ رپورٹ صحیح نہیں بلکہ فرضی ہے اور یہ کہنا بے جا نہیں کہ دو غیر احمدیوں کے باہم یہ ایک جنگ زرگری ہے وگر ہیچ۔

اگر یعقوب خان صاحب اپنے بیان میں سچے ہیں تو اُس شخص کا نام بتائیں جو اپنے آپ کو مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا تھا اور مع عبارت چند معزز آدمیوں کے روبرو ایک جلسہ میں پیش کریں۔ ورنہ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ جو تحریر اُنھوں نے ایک احمدی کی طرف سے ہونا ظاہر کرکے پیش کی ہے وہ ایک مصنوعی تحریر یا کم سے کم ایک طرف تحریر کیوں نہ سمجھی جائے مندرجہ بالا اقتباس میں اُن کے خط کا یہ فقرہ کہ "پرسوں اُس نے ایک عبارت پیش کی جسکا مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں" اور بھی یقین دلاتا ہے کہ استفتا کی عبارت خان صاحب موصوف نے اپنے ہی لفظوں میں ادا کی ہے ورنہ اس فقرہ کی عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی کہ پرسوں اُس نے ایک عبارت پیش کی جس کی نقل ذیل میں درج کرتا ہوں۔

علاوہ بریں خود استفتا کی عبارت خصوصاً اخیر عبارت جو فقرہ "یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات پر گفتگو کرتے ہیں" سے بینوا توجروا تک ہے اسبات پر صراحتاً دلالت کرتی ہے کہ مضمون استفتا چھوٹے خان صاحب کی جودت طبع کا نتیجہ ہے اور یہ درخواست کہ "ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے" جو اخیر عبارت استفتا میں درج ہے یہ خاص یعقوب خان صاحب کی درخواست ہے کسی احمدی کی طرف سے ہرگز نہیں۔

بنا علیہ بڑے خان صاحب نے اپنے فتوے تکفیر کے مقدمہ اولے صفحہ ۲ میں درخواست مذکور کو کسی احمدی کی طرف سے سمجھکر صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہنے والوں کے خلاف جو ضال مضل مردود ابلیس لعین ہونے کا وظیفہ پڑھا ہے اُس کی عجیب و غریب تاثیر سے صرف چھوٹے خان صاحب ہی فیضیاب ہو سکتے ہیں کوئی احمدی اس سے متاثر نہیں ہو سکتا

(باقی آئندہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کا خط مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا ہے جس میں شیعہ کا اعتراض ہے کہ امام الوقت کی لڑکی کا نکاح اپنے مرید سے ناجائز ہے اور حد ادب سے دور ہے۔

جواب۔ و باللہ التوفیق۔ معترض کو چاہئیے تھا کہ وہ کوئی تدبیر بیان کرتا کہ اگر امام الوقت کی لڑکیاں ہوں تو وہ کس کو دے۔ مرید کو دینے سے بے ادبی اور مخالف کو بھی دے نہیں سکتا پھر وہ کیا کرے بلا نکاح رکھے تو سنت رسول ؐ کے خلاف کرکے لیس منی کا مستوجب ہوتا ہے اب کرے تو کیا کرے؟ دوسرا یہ اعتراض صرف حضرت مرزا صاحب پر نہیں رہتا بلکہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی جا پڑتا ہے۔ بلکہ خود حضرت علی بھی اس اعتراض سے نہیں بچ سکتے اُنھوں نے مرید ہو کر حضرت امام الوقت کی لڑکی سے کیوں نکاح کیا؟

کوئی مسلمان شیعہ ہو یا خارجی۔ اگر اس کو اعتراض ہے تو وہ بشرط دعوے اسلام کوئی قرآن کریم سے آیۃ بتادے جسے اس کو یہ اعتراض پیدا ہوا ہو۔ یا حدیث ہی دکھاوے۔ گو ضعیف ہی ہو۔ یا اجماع و قیاس دکھاوے۔

اگر مسلمان نہیں عقلی جرح کا اظہار کرے۔ تو اسپر اور اس کے دلایل پر بحث و توجہ ہو۔ آئمہ شیعہ اپنی لڑکیاں مار دیتے تھے یا اُن کو بیاہتے نہ تھے۔ یا ان کی لڑکیاں پیدا نہ ہوتی تھیں۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ کرم نامہ آپ کا پہنچا۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایک خاوند بی بی کا باہم تنازعہ ہے جن کا نکاح کم عمری میں ہو گیا اب عورت خلع کرانا چاہتی ہے شریعت اسلام نے ایسے تنازعہ کا فیصلہ کس طرح فرمایا ہے۔

جواب۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ ۲/۱۲ (اگر تم کو خوف ہو کہ میاں بی بی اللہ تعالیٰ کے حدود قایم نہیں رکھینگے تو کچھ گناہ نہیں کہ بی بی کچھ دیکر اپنی خلاصی کرالے) یہ خلع کا مسئلہ ہے جو قرآن کریم میں ہے۔ اور جہاں بی بی کو میاں سے ضرر پہنچتا ہے وہاں فرمایا ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا ۲/۱۲ (عورتوں کو ضرر دینے کے لئے نہ روکو تا کہ اللہ تعالیٰ کے حدود کو تم توڑ ڈالو) بلکہ طلاق دیکر رخصت کردو ایسے موقعہ ضرر پر اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کی تاکید بھی فرمائی ہے ومن یفعل ذٰلک فقد ظلم نفسہ ۲/۱۲ (جو ایسا کریگا (طلاق نہ دیگا باوجود ضرر کے) تو وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے) پھر تاکید فرمائی کہ ولا تتخذوا آیات اللہ ھزوا ۲/۱۲ (اللہ تعالیٰ کے احکام کی تحقیر نہ کرو) کیا ہے۔ اگر طلاق ایسی حالت میں نہ دوگے تو یہ تحقیر احکام الٰہی ہے۔ پھر تاکید فرمائی واذکروا نعمۃ اللہ علیکم ۲/۱۲ (اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو کہ طلاق تمہارے قبضہ میں کردی۔ یہ تو حکم الٰہی ہے اگر اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔ ورنہ کام حکام کے اختیار میں ہے ہاں اسلام میں تو صرف عورت کی ناپسندیدگی پر بھی طلاق ہو سکتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طلاق دلا دی ایک عورت کی شکایت ہے کہ میرا نکاح جس سے میرے والد نے کیا ہے وہ مجھے پسند نہیں۔ کیونکہ اس سے بھی اس کو ضرر تھا۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف ۲/۱۲ (عورتوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مردوں کے اونپر ہیں پسندیدہ طور پر) اس آیت شریف کے مطابق بھی عورت طلاق لے سکتی ہے۔ مگر یہ فتوے ہے اسپر عملدرآمد کروانا کوئی فیصلہ چیف کورٹ کا ہے کہ فیصلہ اول مولوی کا صحیح ہے۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

تیسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کا کارڈ مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا ہے۔ لہذا عرض ہے۔ حدیث اول لا یغلق الرھن من صاحبہ لہ غنمہ و علیہ غرمہ اس کے معنے ہیں کہ کوئی شخص اگر اپنا زیور یا ایک بکری رہن رکھے تو جب فک کرانا چاہے روپیہ دیکر فک کروا۔ روکو نہیں۔ اس میں تو مجھے کوئی سوال معلوم نہیں ہوتا اور نہ آپ نے کوئی سوال کیا ہے جس کا جواب دیا جاوے۔ بات صاف ہے راہن جب چاہے اپنا رہن چھوڑا لے پابندی بیجا نہ کی جاوے یا کسی اور طرح کا عذر نہ کیا جاوے۔ دوسری حدیث من کان لہ ا

بدین علیہ بانہ یقضی من ثمنہا ما فضل بعد نفقتہا یقضی ذلک من دینہ ذلک الذی علیہ لصاحبہ ان یحتسب لصاحبہا ہی عندہ لا عملہ ونفقتہ بالعدل - تیسری حدیث من ارتہن فہو یحتسب ثمنہا لصاحب الرہن - چوتھی حدیث الظہر یرکب بنفقتہ اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرہونا -

دوسری اور تیسری ... کا مطلب ہے کہ زمین مرہونہ کی آمد بعد وضع خرچ مالک کو قرضہ میں مجرا دی جاوے - اور چوتھی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آمد بعوض خرچ خود استعمال کرے - حدیث نمبر ۲ و ۳ اول تو صحیح نہیں اگر صحیح فرض کر کے مان بھی لی جاویں تب اُن کا انطباق حدیث چار پر اس طرح ہے کہ دو قسم ہوتا ہے بلا قبضہ و با قبضہ پھر با قبضہ دو طرح ہوتا ہے ایک بلا حاصل کرنے فایدہ کے صرف کسی کو قرض دیا جاوے جسکو آجکل قرض حسنہ کہتے ہیں مگر اپنے روپیہ کی حفاظت کے لئے قبضہ بھی حاصل کیا جاوے ایسی حالت میں تو مطابق حدیث دوسری و تیسری کے اس کا فاضلہ از خرچ زر رہن میں مجرا ہوگا -

دوسرا رہن فایدہ کے لئے ہوتا ہے - اس میں فایدہ اُٹھانے کی اجازت فرمائی جیسے چوتھی حدیث سے ثابت ہے اور یہ منافع جائز ہے کیونکہ اس میں نفع اور نقصان دونوں کا احتمال ہے گاہ زراعت اچھی ہوتی ہے اور کبھی بسبب قحط معاملہ بھی چھٹی ہوتا ہے - اسی طرح سواری اگر کرے تو کرایہ کا فایدہ رہا اگر سفر نہ کرے یا جانور بیمار ہو جائے تو خرچ بھی بیٹھی ہے - اسی طرح مکان - شکست و ریخت کی مرمت پر تو خرچ ہوگا مگر ممکن ہے کہ مکان کرایہ پر شاید چڑھے تو خرچ بھی بیٹھی ہے - اسی طرح ریوڑ کھاتا ہمیشہ ہے مگر دودھ ہمیشہ نہیں دیتا اور حالت بیماری اور اس کا خرچ مزید برآں ہے -

پانچویں حدیث کل قرض جر منفعۃ فہو ربا - یہ تو بالکل صاف معنے ہے جس قرضہ سے صرف نفع ہی نفع ہو اس میں احتمال نقصان نہ ہو وہ ربا ہے - یہ ربا کی تعریف ہے اسی کو آپ قاعدہ کلیہ سمجھ کر باقی احادیث و معاملات کو اسی معیار پر پرکھ لو - کوئی بھی ایک دوسرے کے مخالف نہیں رہیگی - امام احمد نے جو گروی مکان سے نفع حاصل کرنے کو سود قرار دیا ہے اول تو ہم ان کی رائے کے پابند نہیں - دوسرا مکان مرہونہ سے ان کے نزدیک وہ مکان مرہونہ مراد معلوم ہوتا ہے جس مکان کا خرچ مرمت شکست و ریخت کل وغیرہ بذمہ راہن ہو ایسی صورت میں فی الواقعہ یہ رہن کل قرض ... منفعۃ کے نیچے آکر ربا ہو جاتا ہے واللہ اعلم علمہ اتم -

(فضل دین حکیم از قادیان)

چوتھا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وآلہ الطیبین الطاہرین -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - آپ نے لکھا ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ قحط پڑا ہے - تو غربا کو ہی تکلیف ہوئی ... اس میں حکمت الٰہی کیا ہے ..... مولوی ثناء اللہ بھی کہتا ہے کہ اگر مرزا صاحب کے سبب طاعون ہوتا تو مکذبین کو سب سے پہلے ہوتا -

جواب و باللہ التوفیق - سنت الٰہی یہی ہے کہ عوام کو پہلے پکڑا جاتا ہے - سلاطین دنیا کو ہی دیکھو - دار الخلافہ پر حملہ سب ملک فتح کرنے کے بعد کرتے ہیں اسی طرح طوفان جراد قمل ضفادع وغیرہ سے فرعون کو کیا تکلیف تھی - جیسے توریت سے پایا جاتا ہے - ہاں رعایا کو تکلیف تھی مگر آخر کار جو تباہی فرعون پر آئی وہ اُن پر نہ آئی وہ تو مع لاؤ لشکر غرق ہو گیا - اگرچہ تھوڑا تھوڑا عذاب عوام کو بھی ہوتا رہا - غرض متعدی شرارت والے طاغوت کی باری ہمیشہ پیچھے آیا کرتی ہے اس لئے کہ اول تو اللہ تعالیٰ اُن کی سخت شرارتوں کے سبب اُن کا استیصال کرنا چاہتا ہے جو عموماً عوام کا نہیں ہوا کرتا - دوسرا عوام کو انعام کہا گیا ہے کیونکہ انعام ان جانوروں کو کہتے ہیں جو انسانوں کی نعمت کھا کر پرورش پاتے ہیں - یہ لوگ اپنے امرا کو اپنا معبود سمجھتے ہیں - پھر باوجود ایسے شرک کے اُنکے وہ چھوٹے ہیں اور امراء سے بڑھ چڑھ کر بدزبانی کرتے ہیں - اس لئے بھی وہ پہلے عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں - مگر انکا عذاب عموماً کبرا کی طرح استیصال والا عذاب نہیں ہوتا - تیسرا بعض میں خاص قسم کی شرارتیں بھی ہوتی ہیں جن کے سبب وہ جلدی پکڑے جاتے ہیں - مگر ہر کوئی ایسی شرارتوں سے واقف نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہی جانتا ہے اس کے سارے کام حکمت پر ہی مبنی ہوتے ہیں -

چوتھا امرا کبرا علما کے سبب بڑے بڑے اسرار و نکات کھلتے ہیں یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں ان کے جواب میں وحی الٰہی مشتمل اسرار عجیبہ نازل ہوتی ہے -

پانچواں امرا کبرا علما کے سبب تبلیغ میں بہت ہی مدد ملتی ہے یہ لوگ مخالفانہ رنگ میں لوگوں کو روکنے کے لئے دور دور تک خبریں پہنچا دیتے ہیں -

چھٹا امرا کبرا علما کی ایذا رسانی سے مومنین صابرین کے مدارج بڑھتے ہیں اور وہ لوگ مستقل رہکر روحانی ترقیات کرتے ہیں -

ساتواں ان لوگوں کی تکالیف کے سبب منافق ضعیف الایمان علیحدہ ہو کر خالص جماعت کی تمیز و تشخیص ہوتی ہے گویا ان لوگوں کا وجود زراعت اسلام کے لئے ایک کھاد کا کام دیتا ہے اور بھی اس میں بہت حکمتیں ہونگی جو اللہ تعالیٰ جانتا ہے -

۲- تم نے گھر کا حال لکھا ہے کہ رطوبت رحم سے نکلتی ہے اور بیمار دبلی ہوتی جاتی ہے - آپ اطلاع دیں کہ وہ رطوبت پتلی ہے یا گاڑھی - زیادہ سے درد ہوتا ہے - بیس بڑتی ہے یا نہیں - کمر میں درد ہوتا ہے یا نہیں - سردست آپ لعاب تخم السی کی پچکاری ہر روز کرائیں -

۳- تمنے اور رغبت میں فرق آپ نے پوچھا ہے

جواب - تمنے ہی جھوٹی آرزو جو ممکن الحصول نہ ہو جیسے ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض ۵/۴ تمنا مکرو جو اللہ تعالیٰ کسی کو فضیلت دے چکا ہے - جیسے عورت چاہتی ہے کہ مرد ہو جاوے اور تمنی وہ آرزو جس کا حصول بظاہر مشکل ہو - جیسے اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ ۱۷/۱۴ جب نبی اپنی کامیابی کی خواہش کرتا ہے تو شیطان اُس کی خواہشوں میں مخالفانہ دخل دیتا ہے - تمنے کے معنے ہیں جھوٹا وعدہ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعدہم و یمنیہم وما یعدہم الشیطان الا غرورا ۴/۱۸ وعدے دیتا ہے اور جھوٹے وعدے دیتا ہے - مگر شیطان کے وعدے تو دھوکا ہی دھوکا ہوتے ہیں -

لیت حرف تمنے غیر ممکن الحصول پر بولا جاتا ہے جیسے یقول الکافر یا لیتنی کنت ترابا ۳۰/۲ یا لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا ۱۹ - قیامت کو کافر کہے گا افسوس میں مٹی ہوتا - افسوس فلانے کو میں دوست نہ بناتا - تمنے اور رغبت کا فرق ہے - ترغیب کے لئے تو حکم ہے - یا ایہا النبی حرض المومنین علی القتال ۱۰/۵ اے نبی مومنوں کو اس دفاعی اور انتقامی جنگ کی ترغیب دے آپ نے لکھا ہے حیض کا ثبوت ملتا ہے - امر ساقط عن کا کیا ثبوت ہے